ابو معاویہ مفتی منظور احمد تونسوی (رئیس الافتاء جامعہ قاسم العلوم ملتان)

ایک شیعہ کے تیس ۳۰ سوال اور اُن کے جوابات

(قسط نمبر ۳)

ثالثاً۔ واقعات سے ثابت ہے کہ جناب علیؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بلافصل خلیفہ نہیں بنے بلکہ پچیس برس کے فاصلہ کے بعد مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے مگر کس قدر ظلم ہے کہ دن میں پانچ وقت عبادت گاہوں میں کھڑے ہو کر باوضو اور قبلہ رخ اعلانیہ جھوٹ بولا جاتا ہے کہ:

خلیفتہ بلافصل۔

کس قدر جسارت و سینہ زور ہے کہ روشن دن کو تاریک رات کہا جا رہا ہے۔

دلبرا سخن شناس نہ خطا ایں جا است

سمجھ میں ہی نہیں آتی ہے کوئی ذوق بات انکی
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

رابعاً۔ سبحان اللہ جناب علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کی کیسی قطعی اور یقینی دلیل ہے کہ مسٹر آزبیل فریزر ٹیلر نے کہدیا ہے کہ خلافت جناب امیرؓ کا حق تھا"۔

سوال نمبر ۲۵۔ کیا حضرت علیؓ کے علاوہ اصحاب ثلاثہؓ میں سے کسی صاحب نے یہ دعوی کیا ہے کہ "سلونی" یعنی جو کچھ مرضی ہو مجھ سے پوچھ لو؟ رسول کریم نے فرمایا علیؓ میرے علم کا خزانہ ہے کیا شیعوں نے اس خزانہ سے فیض حاصل کر کے غلطی کی ہے؟

جواب۔ یہ صحیح اور معتبر روایت میں نہیں ہے۔ محض ایک مفروضہ ہے اور مفروضے جتنے چاہو بناتے چلے جاو۔ آپکو کون روک سکتا ہے؟ یہ تو ڈوبتے کو تنکے کا سہارا والی بات ہے۔

ثانیاً۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علمی کمالات سے کون منکر ہے وہ واقعی مدینۂ علم کے باب تھے۔ لیکن اس سے دیگر اصحابؓ کے علم کی نفی لازم نہیں آتی۔ حضرت علیؓ جس مدینۂ علم کے باب تھے۔ صدیق اکبرؓ اسی مدینۂ علم کی اساس تھے اور فاروق اعظمؓ بھی اسی مدینۂ علم کی دیواریں تھے اور عثمان غنیؓ اسی مدینۂ علم کی چھت تھے۔ یہ کس قدر ناانصافی ہے کہ آدمی باب کو تو لازم پکڑے لیکن اساس و بنیادوں کو نظر انداز کر دے۔

بمیر تا برہی اے حسود کہیں رنجیست
کہ از مشقت او جز بمرگ نتواں رست

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

سوال نمبر ۲۶۔ صراطِ مستقیم کن لوگوں کی راہ ہے؟
جواب۔ صراطِ مستقیم انعام یافتہ لوگوں کی راہ ہے۔

صراط الذین انعمت علیہم الایہ۔

اے اللہ ان لوگوں کو راہ پر چلا جن پر تیرا انعام ہوا۔
منعم علیہم کون لوگ ہیں؟

قرآن مجید نے خود تصریح فرمادی کہ وہ انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔

ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبین والصدیقین والشہدآء والصلحین۔ وحسن اولئک رفیقاً۔ پ ۵۔

اور حدیث صحیح میں خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے راستہ پر چلنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔
معلوم ہوا کہ انہیں حضرات کا راستہ صراطِ مستقیم ہے۔

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین الحدیث۔

اور ایک حدیث میں تمام صحابہؓ کے راستہ کو صراطِ مستقیم فرمایا گیا ہے۔

اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم۔ الحدیث۔

آیت قرآنی سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔

فان امنوا بمثل ما امنتم بہ فقد اھتدوا۔ الایتہ پ ۱

واذا قیل لھم امنوا کما امن الناس۔ الایہ پ ۱۔

ترجمہ۔ اور جب کہا جاتا ہے ان سے کہ ایمان لاؤ جیسا ایمان لائے ہیں لوگ۔ اور ایک روایت میں صرف ابو بکرؓ و عمرؓ کی اقتداء تابعداری کا حکم دیا گیا ہے۔ اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکرؓ و عمرؓ الحدیث مشکوۃ یعنی میرے بعد ابو بکرؓ و عمرؓ کی اتباع و اطاعت کرنا۔

سوال نمبر ۲۷۔ جناب فاطمہ الزہراؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کا میں ولی ہوں اس کا علیؓ بھی ولی ہے جس کا میں امام ہوں اس کا علیؓ بھی امام ہے۔ بتائے اصحابؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم علیؓ کو ولی اور امام مانتے تھے یا نہیں؟ اگر مانتے تھے تو بتایئے پھر انہوں نے علی کو ولی اور امام کیوں تسلیم نہ کیا؟ اگر انہوں نے علیؓ کو ولی بھی نہ مانا اور امام بھی نہ مانا تو پھر شیعوں کا عقیدہ صحیح ہوا لہذا اختلاف کیسا؟

جواب۔ یہ روایت کسی کتاب میں بھی سند صحیح اور ثقہ (معتبر) راویوں سے مروی نہیں۔ رئیس المحدثین حافظ زیلعی (متوفی ۷۶۲ھ) اپنی مایۂ ناز کتاب نصب الرایہ میں بسم اللہ بالجہر کی بحث میں لکھتے ہیں۔

واحادیث الجھر وان کثرت رواتھا لکنھا کلھا ضعیفتہ وکم من حدیث کثرت رواتہ

وتعددت طرقه وهو حديث ضعيف لحديث الطير وحديث الحاجم المحجوم و حديث من كنت مولاه فعلی مولاه قدلا يزيد كثرة الطرق الاضعفا۔ نصب الرایہ ج۱۔ ص ۳۶۰ مطبوعہ مصر۔

ترجمہ۔ نماز میں بسم اللہ جہر سے پڑھنے کی روایات اگرچہ بہت ہیں لیکن وہ سب کی سب ضعیف ہیں اور یہ اسی طرح ہے جیسے کہ حدیث:

من کنت مولاہ فعلی مولاہ الخ۔

بلکہ بعض اوقات کثرت طرق بجائے اس کے کہ نقصان کی تلافی کرے اور اس کو پورا کر دے اس ضعف کو اور بڑھا دیتا ہے۔

حافظ ابن تیمیہؒ اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں۔

فلا يصح من طريق الثقات اصلاً الخ منہاج السنتہ ج ۴ ص ۸۶۔

یعنی یہ روایت ثقہ اور معتبر طریقے سے ہرگز ثابت نہیں۔

ثانیاً۔ اشجع الکائنات، افصح الفصحا علیہ الصلوۃ والسلام کو ایسا گول مول جملہ استعمال کرنے کی ضرورت کیا تھی۔ آپ ﷺ تو صاف طور پر فرما دیتے کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں اور علیؓ میرے بعد میرے خلیفہ اور جانشین ہوں گے۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ

کی بجائے اعلان فرماتے

يامعشر المسلمين انا رسول الله وعلی خليفتی بعد وفاتی۔

اس صاف اور واضح اعلان سے آخر کیا مانع تھا جبکہ بقول شیعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ولایت علیؓ کے اعلان کا خود خدا نے حکم فرمایا کہ:

یاایہا الرسول بلغ ماانزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔

الایہ پ ۶ سورہ المائدہ ع ۱۰۔ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی۔

اے رسول ﷺ جو حکم تیرے رب نے تجھے دیا ہے اس کی تبلیغ کر دیجئے اگر آپ ﷺ نے ایسا نہ کیا تو حق رسالت کا ادا نہ کیا اور خدا لوگوں کے شر سے تجھے بچانے والا ہے۔ اعلانِ حفاظت کے بعد بھی حضور ﷺ نے علیؓ کی خلافت بلافصل کا حکم نہ پہنچایا اور گول مول کر گئے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

لیکن شیعہ ایمان سے کہیں کہ اس حدیث اور آیت میں کون سا لفظ ایسا ہے؟ جس سے جناب علیؓ کی خلافت بلافصل اور ولایت عامہ پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔ بریں عقل و دانش بباید گریست جہاں تک تعلق ہے لفظ مولیٰ سے خلافت بلافصل پر استدلال پکڑنے کا تو یہ محض بے اصل بات ہے۔ کیونکہ مولیٰ کے معانی جو اہلِ لغت نے بیان کئے ہیں ان میں خلیفہ بلافصل کا معنی نہیں پایا جاتا۔ چنانچہ لغت عربی کی مستند کتاب قاموس میں لفظ مولیٰ کے معنی لکھتے ہیں۔

المولیٰ المالك والعبد والصاحب. والقريب كابن العم ونحوه، والجار، والحليف، والابن والعم، والشريک، والرب، والناصر والمحب. والتابع، والصهر۔ الخ قاموس ج ۴۔ ص ۴۰۲۔

مولیٰ کے معنیٰ مالک اور غلام اور صاحب اور قریبی رشتہ دار جیسے چچا زاد بھائی وغیرہ اور پڑوسی اور حلیف اور بیٹا اور چچا اور شریک (ساجھی) اور آقا اور مددگار اور داماد ہے۔

آپ بتائیے کہ مولیٰ کا معنی اولیٰ بالتصرف مراد لیکر ولایت علیؓ پر استدلال کرنا کونسی لغت کی کتاب میں لکھا ہے۔ اس جگہ سوائے محب کے اور کوئی معنی موزوں نہیں ہوسکتا چنانچہ۔

وال من والده و عاد من عاداد الخ۔

اس بات پر قوی قرینہ ہے کہ روایت مندرجہ بالا میں لفظ مولیٰ کا معنی دوست اور محب کا ہی ہے۔ اور اس سے کسی کو انکار نہیں۔

ظفر نے قصہ زلف دراز جاناں کو
کیا بیان تو کیا کیا، بیان میں الجھا

سوال نمبر ۲۸۔ ترمذی نے روایت کیا ہے کہ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) حسن و حضرت حسین (رضی اللہ عنہما) کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جو شخص مجھے اور ان دونوں کو اور ان کے ماں باپ کو پیار رکھے گا وہ قیامت کے دن میرے درجہ میں ہوگا؟

جواب دیجئے محبت پنجتن پاک کا درجہ بلند ہے یا ان کے مخالفین کی مودۃ کا؟ فرمایئے جب امت نے سیدۃ الزہراؓ کو ناراض کیا تو حضور اور خدا غضبناک ہوئے کہ نہیں؟

جواب۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا علیؓ اور سیدۃ الزہراؓ اور حسنینؓ کریمین کی محبت ہمارا دین و ایمان ہے۔ ہم اہل السنۃ والجماعۃ نہ تو محب مفرط ہیں اور نہ مبغض کیونکہ یہ دونوں فریق مستحق لعنت ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا تھا:

سیهلک فی صنفان محب مفرط یذهب به الحب الی غیر الحق و مبغض مفرط یذهب به البغض الی غیر الحق و خیر الناس فی حال النمط الاوسط فالزموه۔ والزموا السواد لاعظم فان یدالله علی الجماعة وایاکم والفرقة فان الشاذ من الناس للشیطان الخ نهج البلاغه ج ۲ ص ۱۵۲۔

ترجمہ۔ میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے۔ ایک دعویٰ محبت میں حد سے بڑھ جانے والے اور دوسرے بغض کی وجہ سے بہت کم کرنے والے اور سب سے بہتر میرے بارے میں درمیانی قسم کے لوگ ہیں۔ پس اسی حالت کو لازم پکڑو اور سب سے بڑی جماعت کے ساتھ رہو۔ کیونکہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ خبردار ان (جماعت مسلمین، سواد اعظم) سے علیحدگی اختیار نہ کرنا۔ کیونکہ ایسا انسان شیطان کے حصے میں آجاتا ہے۔ الحمدللہ ہم نے محبت کے دعویٰ میں حد سے بڑھنے والے رافضی ہیں اور نہ ان حضرات کی شان میں کمی کرنے والے خارجی ہیں بلکہ درمیانی جماعت یعنی اہل السنۃ والجماعۃ سے ہیں جس کی اتباع و اقتداء کا حکم فرمایا ہے۔

بس اک ہی حرف سے دونوں فرقوں کا خروج
خاَ خر سے خارجی راء خر سے رافضی

ثانیاً۔ پھر یا تم یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اہل بیت سے پوری طرح محبت کرتا ہو اور پھر وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو برا بھلا کہے۔ اہلبیت سے مخلصانہ محبت کا تقاضا ہی یہ ہے کہ ان تمام نفوس قدسیہ سے بھی محبت ہو جنہیں اہل بیت اطہار نے اپنا بزرگ، امام، رہنما، دوست یا رفیق سمجھا۔

اگر کوئی شیعہ اہلِ بیتؓ سے سچی اور مخلصانہ محبت رکھتا ہے تو اس کی موت اس وقت تک نہیں ہو گی جب تک کہ وہ اہلِ سنت والجماعۃ نہ ہو جائے یعنی اصحابؓ رسول ﷺ و ازواجؓ رسول ﷺ کی محبت اس کے دل میں راسخ نہ ہو جائے۔ اور ہر محب اہلِ بیت کو مرنے کے وقت اہل سنت وجماعت کے عقیدے کو ہی تسلیم کرنا پڑتا ہے۔

شیعہ حضرات کی اپنی معتبر اور معتمد کتاب جامع الاخبار فصل نمبر ۱۳۱ میں یہ حدیث موجود ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

من مات علی حب ال محمد مات علی السنۃ والجماعۃ الخ۔

ترجمہ۔ جو شخص حضرات آل محمد کی محبت ساتھ لے کر مر جائے اسکی موت اہل سنت والجماعۃ کے عقیدہ پر ہی ہوتی ہے۔

ثالثاً۔ سیدہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو امت کے کسی فرد نے ناراض نہیں کیا سب جھوٹ اور افترا کی کہانیاں ہیں۔ بی بیؓ صاحبہ کے ناراض کرنے کی نسبت شیخین رضی اللہ عنہما کی طرف ایسے ہی غلط ہے جیسے حضرت علیؓ کی طرف نسبت کرنا غلط ہے؟ چنانچہ ملا باقر مجلسی شیعہ مجتہد نے جلاء العیون (مطبوعہ ایران) کے صفحہ ۱۹۳، ۱۴۱، ۱۶۴ اور ۳۲۶ پر ایسے کئی واقعات نقل کئے ہیں کہ سیدہ فاطمہؓ نے حضرت علی المرتضیٰؓ کے خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کئی دفعہ شکایت کی اور کئی موقعوں پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ لیکن اس باہمی نزاع اور جھگڑوں سے حضرت علی المرتضیٰؓ اور سیدہ فاطمہؓ کی شان میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں معاملہ نیتوں پر مبنی ہے۔

ان اختلافات میں بھی ان حضرات کی نیت مبنی بر خیر تھی۔ ان میں اگر کبھی باہمی اختلافات بھی ہوئے ہوں اور خاوند بیوی جو پوری زندگی کے ساتھی ہوتے ہیں تو ان میں بتقاضائے بشریت کچھ غلط فہمیاں اور اختلافات پیدا ہو جائیں تو ہمیں پھر بھی یہی چاہیئے کہ ان معاملات میں دخل نہ دیں ان بزرگوں اور صحابہ کرامؓ کے باہمی مشاجرات کو کچھ وقتی حالات اور کچھ وقتی غلط فہمیوں پر محمول کریں اور مجموعی طور پر یہی طریقہ رکھیں کہ ان سب حضرات کی نیات خیر کی تھیں اور ان کی مجموعی زندگی رب العزت کے ہاں نہایت اعلیٰ درجہ کی مقبول تھی ان کے باہمی اختلافات میں زیادہ دخل دینا ایمان کو کمزور کرنا ہے ان سے بچنا چاہیئے یہی سلامتی کا رستہ ہے ورنہ:

"من اغضب فاطمۃ فقد اغضبی"

کہ جس نے فاطمہؓ کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا اور جس نے مجھے ناراض کیا اس نے خدا کو ناراض کیا کی زد میں حضرت علیؓ بھی آجائیں گے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ صحابہ کرام ﷺ کے باہمی نزاعات، مشاجرات کی تفصیل میں جانا ہمارے لئے مناسب نہیں علاوہ ازیں، حضرت سیدہ فاطمہؓ کی بعد کی رضامندی پہلے سب اختلاف و نزاع اور ناراضگی کو دھو ڈالتی ہے۔

رابعاً۔ شیعہ کتب میں لکھا ہوا ہے کہ سیدہ فاطمہؓ کو جب علیؓ کے ساتھ اپنے نکاح ہونے کا پتہ چلا تو ناراض ہو گئیں اور حضرت علیؓ کے حلیہ مبارک اور مالی پوزیشن پر بھی بحث کی ہے۔

لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہرہؓ کا حضرت علیؓ کے ساتھ شادی کرنے کو تشویش اور ناراضگی کے ساتھ دیکھنا یہ محض وقتی طور پر ہوا تھا بعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سمجھانے سے وہ تشویش اور ناپسندیدگی و ناراضگی دور ہو گئی تھی۔ اس طرح اگر صدیقِ اکبر اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما سے کبھی سیدہؓ وقتی طور پر ناراض ہوئی بھی ہوں تو بعد میں غلط فہمی دور ہو جانے پر راضی ہو گئی تھیں۔ اب ان فرضی کہانیوں کے دہرانے کی کیا ضرورت ہے؟ لہذا لازم ہے کہ تمام اصحابؓ، ازواجؓ اور آلؓ کے ساتھ محبت و عقیدت رکھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سب سے اپنے راضی ہونے کا اعلان فرمایا۔

رضی اللہ وعنہم ورضوعنہ الایہ۔

یہ حضرات سب کے سب جنتی ہیں۔

کلاً وعداللہ الحسنیٰ۔ الایہ حدید۔

اللہ نے سب سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے

کیا اللہ کے وعدے پر ایمان و یقین نہیں ہے؟ جب سارے جنتی ہیں تو جنتیوں کے خلاف کچھ کہنا، سننا انتہائی بد نصیبی کی بات ہے اللہ ہم سب کو بچائے۔ آمین۔

سوالنمبر ۲۹۔ آپکے ہاں روایت ہے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہر مسلمان کو حکم دیا ہے کہ وہ اذان سننے کے بعد اللہ سے میرے لئے اس مقام (مقامِ محمود) کے واسطے دعا کرے! فرمائیے جب اللہ نے خود قرآن مجید میں آنحضرت ﷺ کو یہ مقام عطا کر دیا ہے۔

"عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً۔ الیہ"

یعنی عنقریب آپ ﷺ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز کرے گا۔ (یعنی آپ کو شفیع المذنبین کا مرتبہ عطا کرے گا) تو پھر حضور ﷺ کو امت کی سفارش و احتیاج کی کیا ضرورت پیش آ گئی؟

جواب۔ اول یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو یہ مقام ملنا ہی ہے یعنی شفاعت کبریٰ حضور ﷺ ہی کا مقام ہے۔ لیکن حضور رحمۃ اللعالمین نے امت کو اس کے مقام کے حصول کی دعاء اور سفارش کرنے کا اس لئے فرمایا تاکہ امت شفاعت و اجر کی مستحق ہو جائے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے۔

حد ثنا شعیب بن ابی حمزۃ عن محمد بن المنکدر عن جابر بن عبداللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہو سلم قال من قال حسین یسمع الندا؟ الھم رب ھذہ الدعوۃ التامتہ والصلاۃ القائمتہ آیت محمد والوسیلتہ والفضیلتہ وابعثہ مقاماً محموداً الذی وعدتہ حلت لہ شفاعتی یوم القیامتہ الخ

بخاری باب الدعا عند النداء ج ا ص ۸۶ و کتاب التفسیر ۳ ابن کثیر طبع مصر ج ۳ ص ۵۵

لہذا ہم اہلِ سنت والجماعتہ تعمیلِ ارشاد کے لئے اذان کے بعد یہ دعا مانگا کرتے ہیں۔

کیونکہ ہم حضور ﷺ کی شفاعت کے محتاج ہیں اگر آپ کو آنحضرت ﷺ کی شفاعت کی ضرورت نہیں تو نہ مانگ کریں آپ پر کون جبر کر سکتا ہے۔

ثانیاً۔ یہ ایسے ہے جیسے حضور سرورِ عالم ﷺ نماز میں۔

ىد ناالصراط المتسقيم الايہ

ھا کرتے تھے۔ اور جیسے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا باوجودیکہ پیغمبر معصوم ہوتا ہے۔

غفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک وماتاخر الایہ پ ۲۶ سورہٗ الفتح۔

جمہ: تا کہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔"

یا جیسے اُمت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ کی نماز پڑھی حالانکہ آنحضرت ﷺ کو اس کی ضرورت نہ ں۔ علاوہ ازیں قرآن و حدیث میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ اُمید ہے کہ آنجناب کو بات سمجھ آجائے گی۔ نہ پھر دوسری ملاقات میں۔

النمبر ۳۰۔ آخری سوال اس تحریر کا یہ ہے کہ اگر کالا (سیاہ) لباس اتنا ہی برا ہے تو فرمائیے غلاف کعبہ کا لک سیاہ کیوں ہے۔ اور حضور ﷺ کو کالی کملی والا رسول آپ نعتوں میں کیوں کہہ کر اقرار کرتے ہیں کہ پ ﷺ نے کالی عبا اوڑھی۔ جبکہ شریعت میں بھی کالا لباس پہننے کی روک ٹوک نہیں ہے؟

جواب۔ سیاہ لباس پہننا جائز نہیں صرف موزے، عمامہ اور کمبل اس سے مستثنیٰ ہیں وہ سیاہ لئے جا سکتے ہیں۔ عورت کا سیاہ برقعہ کمبل کے حکم میں ہو گا۔

۱۔ حضرت امام جعفر صادقؒ ارشاد فرماتے ہیں:

انہ لباس اہل النار الخ۔ فروع کافی باب لبس السواد ج ۲ ص ۲۳۔

ترجمہ۔ "یہ جہنمیوں کا لباس ہے۲"

ماتم کے لئے بھی سیاہ لباس پہننے کی ممانعت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے الفاظ

"ولا یعصینک فی معروف"

کی تفسیر کرتے ہوئے بیان فرمایا:

لاتلطمن خدا ولا تخشمن وجہا ولا تنتفن شعراً ولا تشققن جیبا ولا تسودن ثوباً الخ۔

فروع کافی کتاب النکاح ج ۲ ص ۲۲۸

ترجمہ: "چہرے پر تھپڑ نہ مارو، نہ چہرہ چھیلو نہ بال نوچو، نہ گریباں چاک کرو اور نہ سیاہ کپڑے پہنو۔۳

ملا باقر مجلسی (شیعہ مجتہد) اپنی کتاب حیات القلوب میں اس حدیث کا ترجمہ یوں لکھتے ہیں: "مصیبت ہا طمانچہ بر روئے خود مزنید و روئے خود را مخراشید و موئے خود را مکنید و گریبانِ خود را چاک مکنید و جامہ خود را سیاہ مکنید الخ حیات القلوب ج ۲ ص ۶۰ ۳ طبع ایران۔

۴۔ عن ابی عبداللہ علیہ السلام فی قول اللہ عز و جل ولا یعصینک فی معروف قال المعروف ان لا یشققن جیباً ولا یلطمن خداً ولا یدعون ویلاً ولا یتغلفن عند قبر ولا یسودن ثوباً ولا ینشرن شعراً۔ الخ

تفسیر صافی ص ۵۱۷، فروع کافی ج ۲ ص ۲۲۸

ترجمہ امام جعفر صادقؒ نے اللہ تعالیٰ کے قول:

ولایعصینک فی معروف
کی تفسیر میں فرمایا معروف یہ ہے کہ "عورتیں گریبان نہ پھاڑیں اور چہرہ پر تھپیڑ نہ ماریں اور ہائے وائے نہ کریں۔ اور قبر پر نہ جائیں اور کپڑے کالے نہ کریں اور بالوں کو پراگندہ نہ کریں"۔

۵۔ ام الحکم بنت حارث بن ہشام (جو عکرمہؓ بن ابی جہل کے نکاح میں تھیں) نے یہ عرض کی کہ وہ نیکی جس کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم اس میں آپ ﷺ کی نافرمانی نہ کریں وہ کیا ہے؟ فرمایا حضور ﷺ نے وہ یہ ہے کہ "تم اپنے رخساروں پر طمانچے نہ مارو۔ اپنے منہ نہ نوچو۔ اپنے بال نہ پراگندہ نہ کرو۔ اپنے گریبان چاک نہ کرو۔ اپنے کپڑے کالے نہ رنگو اور ہائے وائے کر کے نہ روؤ"۔ مقبول ترجمہ از مقبول احمد دہلوی شیعہ ص ۱۰۹۹ حاشیہ نمبر ا آیت ولایعصینک فی معروف۔

۶۔ "قال امیرالمؤمنین علیہ السلام فیما علم بہ لا صحابہ لا تلبسوا السواد فانہ لباس فرعون"۔

ترجمہ "امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے اپنے اصحاب (شاگردوں) کو جو تعلیم دی تھی اس میں فرمایا کہ سیاہ کپڑے مت پہنو کیونکہ یہ فرعون کا لباس تھا"۔

ان ارشادات ائمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روشنی میں ہم اہلِ السنۃ و الجماعۃ تمام اہلِ اسلام سے عرض کرتے ہیں کہ مستثنیات کے علاوہ سیاہ لباس استعمال نہ کریں کیونکہ یہ فرعون اور جہنمیوں کا لباس ہے۔ لیکن یہ بات صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو خدا، رسولِ خدا ﷺ، ائمہ اطہار پر ایمان رکھتے ہیں۔ جن کے ہاں قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور فرمانِ ائمہ کی کوئی حقیقت نہ ہو، نفسانیت ہی دین و ایمان ہو اور خواہشات نفسانیہ کو الٰہ بنا لیا ہو ایسے نفس پرستوں سے ہمارا کوئی تعلق و واسطہ نہیں اور نہ وہ ہمارے مخاطب ہیں۔

اس کے بعد انشاء اللہ ہم بھی کچھ سوالات آپ کی خدمت میں بھیجیں گے اُمید ہے کہ آپ بھی بطیب خاطر اپنے اخلاق فاضلہ سے نوازیں گے۔ | واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

امیر شریعت نمبر

○ خطیب الامت، بطلِ حریت، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے صد سالہ یوم ولادت ۱۹۹۲ء کے موقع پر ادارہ نقیب ختم نبوت اپنی خصوصی اشاعت "امیر شریعت" نمبر (حصہ اول) پیش کر چکا ہے۔ اس نمبر کو اندرون و بیرون ملک اتنی پذیرائی ملی کہ بہت سے احباب اس کے حصول کیلئے ہمیں خطوط لکھ رہے ہیں ــــــ **تمام احباب اور قارئین** مطلع رہیں کہ اب ادارہ کے ذخیرہ میں بھی اس کے نسخے ختم ہو چکے ہیں۔

○ ہم اپنے وعدہ کے مطابق ان شاء اللہ جلد ہی امیر شریعت نمبر حصہ دوم قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ تفصیلات آئندہ کسی شمارہ میں شائع کر دی جائیں گی۔ (مدیر)